Email : haqkiraoshni@gmail.com MGN/170/2015-2017 Reg No. MAHURD/2014/59864

ملت اسلامیہ کا ترجمان

بیادگار : حضرت مولانا محفوظ الرحمٰن قاسمیؒ
زیرسرپرستی : حضرت مولانا محمد عمرین محفوظ رحمانی

حق کی روشنی

Weekly HAQ KI RAOSHNI Malegaon

Vol. No. 03 Issue No. 42 Date 28/09/2017 Thursday Rs.2/- قیمت ۲ روپے | جمعرات | مورخہ ۷ر محرم الحرام ۱۴۳۹ھ بمط ۲۸ر ستمبر ۲۰۱۷ء | شمارہ نمبر ۴۲ | جلد نمبر ۳

پیغام

مسلم پرسنل لا کی تاریخ اُتنی ہی پرانی ہے جتنی مسلمانوں کی اور اسلام کی۔ تاریخ شاہد ہے کہ مسلمان جہاں بھی رہے اپنے پرسنل لا کے ساتھ رہے، برسوں سے جس طرح کے حالات ملک میں پیش آرہے ہیں اس کے پیش نظر ہر ذی ہوش یہی فیصلہ کرسکتا ہے کہ پھر مسلم پرسنل لا کے خلاف اس کی تبدیلی اور تنسیخ کے لئے فضا تیار کی جارہی ہے۔ لیکن میں پورے احساس کے ساتھ یہ کہہ دینا چاہت ہوں کہ مسلم پرسنل لا کی جڑیں کتاب وسنت میں پیوست ہیں۔ مسلم پرسنل لا اسلامی قانون کا ایک حصہ ہے، مسلمان کسی قیمت پر اسلام اور مسلم پرسنل لا سے دست بردار نہیں ہوسکتا، خواہ اسے بڑی سے بڑی قیمت اس کے لئے ادا کرنی پڑے۔

(امیرِ شریعت حضرت مولانا منت اللہ رحمانیؒ)

سیرت امیر المؤمنین حضرت عثمان غنیؓ

گزشتہ سے پیوستہ

افادات حضرت مولانا محفوظ الرحمٰن قاسمیؒ

غزوہ تبوک کا موقعہ ہے، ۳۰ رہزار کا لشکر ہے، لیکن سواریاں، اونٹ اور گھوڑے بہت کم ہیں، ظاہر ہے کہ اسباب نہ ہو تو جہاد کس طرح کیا جائے؟ حدیث میں موجود ہے کہ آپ ﷺ کھڑے ہوئے فنظر فی وجوہ القوم اور آپ نے قوم کے چہروں پر نظر ڈالی، لوگوں کی طرف دیکھا اور کہا من یجھز ھذا الجیش تم میں سے کون ہے جو اس لشکر کو سامان دے کر تیار کر دے؟ یہ سن کر تنہا حضرت عثمان غنیؓ کھڑے ہوئے اور کہا: اللہ کے رسول میں سو اونٹ ساز و سامان کے ساتھ دوں گا، اس کے بعد وہ بیٹھ گئے، حضور ﷺ کا چہرہ فرط مسرت سے کھل اٹھا اس کے بعد پھر آپ ﷺ نے لوگوں کو ترغیب دی اور کہا: تم میں سے کون ہے جو اس لشکر کو سامان دے کر تیار کر دے؟ یہ سن کر حضرت عثمان غنیؓ دوبارہ کھڑے ہوئے اور کہا: سو اونٹ مع ساز و سامان اور زین کے میں دوں گا، اب دو سو ہو گئے، رسول اللہ ﷺ نے پھر لوگوں کو ترغیب دی اور حضرت عثمان غنیؓ تیسری مرتبہ کھڑے ہوئے اور کہا اللہ کے رسول سو اونٹ اور دوں گا، اس قافلے میں کل نو سو اونٹ ہو گئے، اور باقی گھوڑے تھے گویا حضرت عثمان غنیؓ نے ایک تہائی قافلے کو مصلح کیا اس کے بعد گھر تشریف لے گئے اور درہم و دینار کی ایک تھیلی لاکر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کی اور کہا اللہ کے رسول اس کو بھی خرچ کیجئے، حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا حضور ﷺ اپنے ہاتھوں میں درہم لیتے تھے، اوپر اٹھاتے تھے اور پھر نیچے گراتے تھے اور کہتے تھے، واللہ ما ضر ما فعل عثمان خدا کی قسم اس کے بعد عثمان جو بھی کریں گے، انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچے گا، اللہ نے ان کے اگلے پچھلے سب گناہ معاف کر دیئے۔

سامعین آپ بتائیے اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمانؓ کی کیسی فضیلت بیان فرمائی ہے۔ حضرت عثمان غنیؓ کیسے صاحب جود و کرم تھے، اور انہوں نے مسلمانوں کی کیسی خدمت کی ہوگی کہ آپ ﷺ نے خوش ہو کر ان کے متعلق یہ باتیں ارشاد فرمائیں۔ حضرت عثمانؓ کی طبیعت اور مزاج کا اندازہ اس بات سے کیجئے۔ ایک موقع پر انہوں نے خود کہا کہ مجھے بھوکوں کو کھانا کھلانا اور ننگوں کو کپڑا پہنانا پسند ہے۔ چنانچہ مدینہ کی طرف آنے میں جو راستے پڑتے تھے وہاں حضرت عثمانؓ نے سرائے اور مسافر خانے اپنے خرچ سے بنوا دیئے تھے، اور وہاں پر کھانے کا انتظام بھی کر دیا تھا، تاکہ کوئی مسافر ٹھہرے تو اس کو کھانا دیا جائے۔ تاریخ طبری اور ابن کثیر میں موجود ہے کہ بعد میں اس سرائے کا نام قصر عثمان ہوگیا اور دوسرے ایک سرائے کا نام ان کی بیوی رملہ کے نام قصر رملہ ہوگیا۔ ظاہر ہے کہ جو لوگ اس طرح احسان کا معاملہ کرتے ہیں، لوگوں کو ان کے نام سے بھی عقیدت اور محبت ہو جاتی ہے، اس محل اور مسافر خانے کا نام بھی کچھ اور تھا لیکن بعد میں لوگ اسے قصر عثمان کہنے لگے۔ یعنی وہ محل جس کو حضرت عثمانؓ نے غریبوں کے لیے بنوا دیا۔

ایک اور واقعہ سن لیجئے، ایک صاحب حضور ﷺ کی خدمت میں آئے وہ سائل تھے، انہوں نے کہا اللہ کے رسول کچھ دے دیجئے۔ حضرت عثمانؓ نے تین یا چار درہم کسی کام کے لیے حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کیے تھے، وہ رکھے ہوئے تھے، آپ ﷺ نے کسی ضرورت میں خرچ کے لیے ان دراہم کو رکھ لیا تھا۔ لیکن جب سائل آ گیا اور اس نے اللہ کے نام پر سوال کیا تو آپ ﷺ نے اسے ایک درہم دے دیا۔ آپ ﷺ کی طبیعت یہ تھی کہ آپ کسی سوال کرنے والے کو خالی ہاتھ رد نہیں فرماتے تھے۔

نہ رفت لا بزبان مبارکش ہرگز
مگر بہ اشھد ان لا الہ الا اللہ

قرآن کریم میں بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے واما السائل فلا تنھر اور جو سوال کرنے والا ہو اسے جھڑکنا نہیں (یعنی کوئی عذر ہو تو نرمی سے معذرت کر لینا) درہم چاندی کا ہوتا ہے جب حضور ﷺ نے سائل کو ایک درہم دے دیا اور وہ سائل باہر چلا گیا تو حضرت عثمان غنیؓ بھی کسی بہانے سے باہر آئے اور سائل سے کہا حضور ﷺ نے جو درہم تمہیں دیا ہے اگر تم مجھے وہ دے دو تو میں تبرک کے طور پر اسے اپنے پاس رکھ لوں گا اور اس کے بدلے میں تم سونے کا ایک دینار لے لینا۔ (اب اندھے کو کیا چاہئے؟ دو آنکھیں) سائل کو تو چار آنے کا ایک درہم دے کر ۲۰ مثقال کا سونا مل رہا تھا۔ چنانچہ اس نے منظور کر لیا اور درہم حضرت عثمانؓ کو دے دیا۔ (جاری)

☆......☆......☆

سن ہجری کا آغاز کیسے ہوا؟

آسمان پر ماہ محرم کا چاند طلوع ہوتے ہی ہمیں ایک نئے سال کی خبر سناتا ہے، یہی وہ ماہ مبارک ہے جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکرؓ کے ساتھ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت فرمائی آپ کی یہ ہجرت حقیقت میں حق و باطل کے درمیان ایک ایسا خط امتیاز ہے جو حق سے باطل کو، مومن سے کافر کو الگ کرتا ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں جب اسلامی حکومت یمن سے شام اور مصر سے سندھ تک وسیع ہوگئی تو آپ نے مختلف علاقوں میں حاکم اور گورنر مقرر کئے اور ان کو اہم معاملات سے متعلق خطوط و فرمان روانہ کیا کرتے تھے، لیکن اس وقت تک تاریخ لکھنے کا رواج نہیں تھا، جس سے حکام کو کسی قدر پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔

چنانچہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے نامزد ایک حاکم تھے انہوں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ آپ کے خطوط ہم کو بلا کسی تاریخ کے ملتے ہیں جس سے ہم معاملات کے سمجھنے میں اور احکامات کے نافذ کرنے میں بڑے شش و پنج میں مبتلا ہو جاتے ہیں اس لیے بہتر ہے کہ کوئی تاریخ ڈالا کیجئے۔ اس سے ان کی مراد یہ تھی کہ عام الفیل یا سن عیسوی کسی کو متعین کر لیں اور اسی حساب سے خطوط پر تاریخ ڈالا کریں۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ خط ملا تو انہوں نے تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کو جمع کیا اور کوئی ایک تاریخ مقرر کرنے کے سلسلے میں ان سے مشورہ کیا بعض لوگوں نے مشورہ دیا کہ بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے تاریخ کی ابتداء کی جائے اور بعض حضرات نے کہا کہ ہجرت نبوی سے تاریخ کا آغاز کیا جائے۔

یہ مشورے سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہجرت ہی سے تاریخ کی ابتداء کرنا زیادہ مناسب ہے کیوں کہ ہجرت ہی حق پرستوں اور باطل پرستوں کے درمیان تفریق کا سبب ہے اور وجہ اعتبار بنی ہے۔ اس لیے آج سے ہر شخص ہجرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی تاریخ لکھا کرے اور پھر جب سب لوگ ہجرت نبوی سے تاریخ لکھنے پر متفق ہو گئے تو یہ سوال اٹھا کہ سال کی ابتداء کس مہینے سے کی جائے؟ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے مشورہ دیا کہ رمضان المبارک کے مہینے سے سال کی ابتداء کی جائے لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں محرم الحرام کے مہینے سے سال کی ابتداء ہوگی اور اس طرح محرم الحرام کو ہجری سال کا پہلا مہینہ مان کر سن ہجری کا آغاز ہوا۔

☆......☆......☆

ارشاداتِ رحمانی

قبرستان جسم کی آخری منزل ہے، نہ جانے کیسے کیسے درخشندہ ستاروں کو قبرستان کی زمین اپنے اندر سموئے ہوئے ہیں، نبی ہو یا ولی، جاہل ہو یا عالم، خانماں برباد ہو یا خانہ آباد سبھوں کو قبر کی ان کوٹھریوں سے گذرنا ہے، جہاں نہ سطوت شاہی کام آتا ہے نہ مال وزر کے ڈھیر مشکلوں میں آسانیاں پیدا کر سکتے ہیں، نہ نام و نمود کی حیثیت ہوتی ہے، وہاں تو عمل صالح کی پوچھ ہے، اور بندۂ مومن کی توقیر ہوتی ہے۔

اس ہفتے کا سبق

اس ہفتے کا سبق: چلنے والے دو پیروں میں کتنا فرق ہے، ایک آگے اور ایک پیچھے۔
مگر نہ تو آگے والے کو غرور اور نہ پیچھے والے کی توہین،
کیوں کہ انہیں پتہ ہے کہ پل بھر میں یہ بدلنے والے ہیں،
اور اسی کو زندگی کہتے ہیں۔

اداریہ

مولانا محمد عمرین محفوظ رحمانی کے قلم سے

گذشتہ دنوں چند مسلمانوں کی جانب سے گنپتی وسرجن میں شرکت کا معاملہ ابھی سرد بھی نہیں ہوا تھا کہ پھر ایک ناپسندیدہ واقعہ رونما ہوگیا،سوشل میڈیا پر شہر کے ایک ہائی اسکول کی مسلمان لڑکیوں کے غیر مسلم مردوں اور عورتوں کے ساتھ ڈانس کرنے کا ایک ویڈیو وائرل ہوا ، جس سے حد درجہ ذہنی اور قلبی اذیت ہوئی، رقص اور ڈانس حرام عمل اور گناہ کبیرہ ہے، قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ناچ گانے کا عام ہونا بھی ہے، یہ کس قدر افسوسناک ہے کہ مسلمان لڑکیاں ایک تفریح گاہ میں درجنوں مردوں عورتوں کے سامنے غیر مسلم عورتوں اور مردوں کے ساتھ ڈانس کریں اور اسلام اور مسلمانوں کی ذلت ورسوائی کا سبب بنیں، اسکول کی انتظامیہ اوران لڑکیوں کے ساتھ گئے ہوئے اساتذہ اور معلمات بھی اس سلسلے میں جوابدہ ہیں۔ یہ واقعہ ایسا ہے کہ جس پر علمائے کرام اور شہر کے سرکردہ افراد کو سر جوڑ کر بیٹھنا چاہئے، اور شہر میں بڑھتی ہوئی بے حیائی اور سماجی خرابیوں کے سلسلے میں کوئی حکمت عملی اور لائحہ عمل تیار کرنا چاہئے، اس سے پہلے بھی متعدد مرتبہ گیدرنگ اور ثقافتی پروگرام کے نام پر کئی اسکولوں میں رقص و موسیقی اور بے حیائی کے اعمال انجام دیئے جا چکے ہیں، یہ صورت حال ایسی ہے جس پر قدغن لگانا انتہائی ضروری ہے، اگر ہماری تعلیم گاہیں بجائے تعلیم وتربیت کے گناہ اور نافرمانی کی راہ دکھانے والی بن جائیں گی تو اس کے نتائج بہت ہی برے ظاہر ہوں گے، اسکولوں میں پڑھنے والے بچوں اور بچیوں کے سرپرست حضرات کو بھی اس جانب بھرپور توجہ دینی چاہئے۔

اس واقعہ کے سلسلے میں چند باتوں کی جانب توجہ دلانا ضروری معلوم ہوتا ہے، پہلی بات یہ کہ سوشل میڈیا پر اس ویڈیو کے وائرل ہوتے ہی بعض لوگوں نے سخت انداز میں اس کی مذمت کی، اور پھر واٹس ایپ اور فیس بک وغیرہ کے ذریعے اسے خوب پھیلایا جس کے نتیجے میں سینکڑوں اور ہزاروں لوگوں نے اس ویڈیو کو دیکھا، اسی طرح بعض لوگوں نے بلا کسی تحقیق کے فوراً اپنی توپ کا رخ علمائے کرام کی جانب کر کے تنقید کے گولے داغنے شروع کر دیئے، مثلاً علماء کیا کر رہے ہیں؟ اس واقعہ کے ذمہ دار بھی علماء ہی ہیں، اسی طرح اسکول کی انتظامیہ اور سرپرستوں سے متعلق بھی طرح طرح کے تبصرے کئے گئے۔ اس سلسلے میں عرض ہے کہ اصلاح کے لیے اصلاح کا طریقہ بھی مناسب ہونا ضروری ہے، بعض لوگوں نے برائی کی تشہیر اور اس کی زبانی مذمت ہی کو معاشرے کی اصلاح کا ذریعہ سمجھ رکھا ہے، بہتر یہ تھا کہ اس ویڈیو کو شہر کے علمائے کرام، سرکردہ حضرات اور اسکول کی انتظامیہ کے سامنے پیش کیا جاتا، اس صورت میں غلطی کرنے والی ہماری مسلم بچیوں کی عزت نفس محفوظ رہتی۔ یاد رکھیں! گناہ کی تشہیر بھی گناہ کے مترادف ہے، اور ہمیں گناہ سے نفرت ہونی چاہئے نہ کہ گناہ گار سے، اگر کسی شخص کا کوئی عیب یا گناہ ہم پر ظاہر ہو جائے تو ہماری پہلی ذمہ داری یہ ہے کہ ہم اس کی پردہ پوشی کریں اور خلوص نیت اور اصلاح کے جذبے کے ساتھ حکیمانہ انداز میں اس شخص کی اصلاح کی کوشش کریں، اصلاح کا ہر وہ طریقہ جو گناہ گار کو رُسوا کر دے، بجائے خود قابل اصلاح ہے۔

علمائے کرام پر تنقید کرنے والے حضرات سے یہ سوال ہے کہ کیا علمائے کرام نے یہ نہیں بتایا کہ عورت کے ساتھ اگر محرم نہ ہو تو اس پر حج بھی فرض نہیں؟ کیا علماء نے یہ نہیں بتایا کہ گناہ کی مجلسوں میں شرکت کرنا بھی گناہ ہے؟ کیا علماء نے اس بات کو واضح نہیں کیا کہ اسلام میں ناچ گانا اور رقص وسرور حرام ہے؟ ظاہر ہے ان سب کا جواب یہی ہے کہ علمائے کرام نے ہر موقع پر امت کی رہبری ورہنمائی کا فریضہ بحسن وخوبی انجام دیا ہے اور آج بھی انجام دے رہے ہیں، اس وقت بھی بھلائی اور نیکیوں کا جو ماحول نظر آرہا ہے وہ ان ہی علمائے کرام کے دم قدم سے ہے، ورنہ بقول حضرت حسن بصریؒ ”اگر علمائے کرام نہ ہوتے تو عوام جانوروں کی طرح زندگی بسر کرتے“۔ اس لیے کسی بھی معاملے میں علمائے کرام کو ذمہ دار گردانا اور ان کے تعلق سے کوئی نامناسب بات کہنا سخت نادانی ، جہالت اور علمائے کرام سے بغض کی علامت ہے۔

بہرحال جن لوگوں سے یہ غلطیاں سرزد ہوئی ہیں، انہیں چاہئے کہ اس پر ندامت کا اظہار کرتے ہوئے سچے دل سے توبہ کریں اور عام مسلمان بھی اس معاملے کو علمائے کرام کے سپرد کرتے ہوئے کسی بھی طرح کے نامناسب اقدام سے اجتناب کریں اور اس واقعے سے آئندہ کے لئے سبق بھی حاصل کریں، ماہ محرم الحرام میں عاشورہ کے موقع پر بھی زبردست بدعات اور خرافات انجام دی جاتی ہیں اور بے شمار مسلمان عورتیں ان جگہوں پر بے پردگی کے ساتھ اکٹھا ہوتی ہیں، جو کہ بے حیائی اور گناہ کی بات ہے۔ ہر باغیرت مسلمان کو چاہئے کہ وہ اپنے گھر کی خواتین کو ایسی جگہوں پر جانے سے منع کرے، اور خود بھی کسی ایسی جگہ کا ہرگز رخ نہ کرے، جہاں گناہ کا کام انجام دیا جا رہا ہو۔

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ ان طالبات کو نیک، صالح اور اسلام اور مسلمانوں کی نیک نامی کا ذریعہ بنائے اور ہم سب کو صراط مستقیم پر گامزن فرمائے۔ آمین ☆......☆......☆

ماہ محرم الحرام کا پیغام اور شہادت کی فضیلت

پیشکش: حافظ حمید الرحمٰن رحمانی

اسلام میں ماتم نہیں ہے۔ اسلام سوگواری اور مایوسی نہیں سکھاتا بلکہ اسلام دین کی سربلندی کے لئے جدوجہد کرنا سکھاتا ہے۔ مرد مومن کو ہمیشہ موت کیلئے تیار رہنا چاہئے۔ جب مومن کی زندگی ایسی ہوگی تب ہی حضرت سیدنا حسین ابن علیؓ کی زندگی کا عکس ہماری زندگی میں آسکے گا۔ باطل سے کسی شرط پر سمجھوتا نہیں جب تک حق کو تسلیم نہ کرلیا جائے باطل سے ہر طرح جنگ رہے گی۔ یہی پیغام ہمیں ملا ہے، حضرت سیدنا امام حسینؓ کی مبارک حیات سے، سوگواری اور ماتم اگر ہم حضرت کی حیات طیبہ پر مناتے رہیں تو آپ کا مشن کون جاری رکھے گا؟ باطل تو اپنے دم خم کے ساتھ سامنے تیار نظر آتا ہے پھر حق کے علمبردار اگر ماتم کرتے رہے تو باطل سے کون ٹکرائے گا؟

باطل نے محرم کے اس اول اسلامی مہینے میں کس کس طرح اپنا جال پھیلا دیا ہے، بدعات وخرافات نے مذہب کا روپ اختیار کرلیا ہے۔ تعزیہ سواری، علم، شیر باگھ، پنجے کا ماتم اور سینہ کوبی یہ تمام ہی بدعات اور خرافات ہیں لیکن دیکھئے مسلمانوں میں ایسے افراد کتنے زیادہ ہو چکے ہیں جو ان چیزوں کو باعث ثواب جانتے ہیں، باطل کے اس روپ کو توڑنے کیلئے ہمیں آگے آنا ہوگا اور سمجھا بجھا کر تیزی سے آہستگی سے جیسے بہتر ہو باطل کے جال کو توڑنا ہوگا۔ حضرت سیدنا حسینؓ نے اسلامی خلافت کے زریں اصولوں کی حفاظت کیلئے اپنا اور اپنے اہل بیت کا سر کٹا دیا۔

چڑھ جائے کٹ کے سرترا نیزے کی نوک پر
لیکن تو فاسقوں کی اطاعت نہ کر قبول

ہمیں بھی اپنی زندگی کا جائزہ لینا ہوگا کہ ہم اسلامی فرائض کی پاسداری اور حفاظت خود کتنا کرتے ہیں اور اپنے گھر والوں کو اسلامی فرائض اور سنتوں سے آراستہ کرنے کی کتنی کوشش کرتے ہیں؟ اگر ہم جائزہ لینے والے بن جائیں تو انشاءاللہ ہم محرم کو دین حق کے لئے جدوجہد کا مہینہ سمجھنے والے بن سکتے ہیں۔

اللہ تعالی ہمیں حضرت سیدنا حسین ابن علیؓ کی حیات مبارکہ کی طرح زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

عاشورہ کا روزہ

مسلم کی ایک طویل حدیث کے آخر میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عاشورہ کے روزے کے بارے میں فرمایا کہ عاشورہ کے دن کا روزہ رکھنا ایسا ہے کہ میں اللہ تعالی سے توقع رکھتا ہوں کہ وہ اس سے ایک سال کے گناہوں کو بخش دے گا۔ عاشورہ کے روزے کے ساتھ نویں یا گیارہویں کا بھی ملانا ضروری ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا بیان ہے کہ جب ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے عاشورہ کا روزہ رکھا اور اس کے رکھنے کا حکم دیا تو لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! یہ تو ایک ایسا دن ہے کہ جس کی تعظیم یہود ونصاریٰ بھی کرتے ہیں، اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”اگر میں آئندہ سال زندہ رہا تو محرم کی نویں تاریخ کا روزہ رکھوں گا (مسلم) جو شخص عاشورہ کا روزہ رکھنے کا ارادہ کرے اسے چاہئے کہ یا تو نویں اور دسویں کا روزہ رکھے یا دسویں اور گیارہویں کا روزہ رکھے۔ محرم کے بیکار ہنگاموں میں وقت برباد نہ کیجیے بلکہ عاشورہ (دس محرم) اور اس کے ساتھ کوئی ایک روزہ ملا کر رکھئے انشاءاللہ روزوں کی برکت سے آپ خود ہی محرم کی خرافات وبدعات سے محفوظ رہنے کی بھرپور کوشش کریں گے۔ عاشورہ کا یہ روزہ حضرت موسیٰؑ کے فرعون سے نجات پانے کی خوشی میں یہود کے یہاں رائج تھا، جب نبی کریم ﷺ سے کسی نے اس بات کا تذکرہ کیا تو آپؐ نے فرمایا کہ ہم اس کے زیادہ مستحق ہیں کہ حضرت موسیٰؑ کے نجات پانے کی خوشی منائیں۔

دسویں محرم کی برکت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا دسویں تاریخ کو یعنی محرم کی دسویں کو اپنے اہل وعیال پر رزق میں وسعت کرنے سے تمام سال برکت ہوتی ہے۔ (بیہقی)

حضرت حسینؓ کی فیاضی

مالی اعتبار سے حضرت حسینؓ کو اللہ تعالی نے جیسی فارغ البالی عطا فرمائی تھی اسی فیاضی سے آپ اس کی راہ میں خرچ بھی کیا کرتے تھے کوئی سائل آپ کے دروازے سے کبھی خالی ہاتھ واپس نہ جا سکا۔ ایک مرتبہ ایک سائل مدینے کی گلیوں میں پھرتا پھراتا آپ کے در دولت پر پہنچا اس وقت آپ نماز میں مشغول تھے۔ سائل کی صدا سن کر جلدی جلدی نماز ختم کر کے باہر نکلے۔ سائل پر فقر وفاقہ کے آثار تھے اسی وقت خادم قنبر کو آواز دی۔ قنبر حاضر ہوا۔ آپؓ نے پوچھا ہمارے اخراجات میں سے کچھ باقی رہ گیا ہے؟ قنبر نے جواب دیا، آپؓ نے سو درہم اہل بیت میں تقسیم کرنے کے لئے دیئے تھے، وہ ابھی تقسیم نہیں کئے گئے۔ فرمایا انہیں لے آؤ۔ اہل بیت سے زیادہ مستحق ایک شخص آگیا ہے۔ چنانچہ اسی وقت وہ سو درہم کی تھیلی منگوا کر سائل کے حوالے کر دی اور معذرت کی کہ اس وقت ہمارا ہاتھ خالی ہے اس لئے اس سے زیادہ خدمت نہیں کر سکتا۔ یہ تھی حضرت حسینؓ کی فیاضی۔

شہادت کی لذت

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جنت میں جانے کے بعد کسی شخص کا دوبارہ دنیا میں آنے کو جی نہیں چاہتا مگر شہادت کی لذت ایسی ہے کہ شہید کو جنت میں جا کر پھر یہ خواہش پیدا ہوتی ہے کہ شہید اس بات کی درخواست کرتا ہے کہ اس کو دنیا میں بھیجا جائے تاکہ وہ اللہ کے راستے میں دوبارہ سہ بارہ بلکہ دس بار شہید ہو۔ (بخاری ومسلم)

مطلب یہ ہے کہ یا تو شہادت میں مزہ اور لذت ایسی ہے کہ باربار قربان ہونے کو ہی دل چاہتا ہے اور یا شہداء کی فضیلت کو دیکھ کر یہ خواہش ہوتی ہے کہ یہ فعل بار بار کیا جائے تاکہ اجر زیادہ ملے۔

شہادت کی قسمیں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم کن لوگوں کو شہید سمجھتے ہو؟ حاضرین نے عرض کیا جو خدا کی راہ میں مارا جائے، ارشاد فرمایا: اس طرح تو میری امت میں شہداء کی تعداد بہت کم رہ جائے گی لوگوں نے عرض کیا: پھر شہید کون ہے؟ فرمایا جو خدا کی راہ میں مارا گیا وہ شہید، جو خدا کی راہ میں مرگیا وہ شہید، جس نے طاعون کی وبا پر صبر کیا اور طاعون میں مرگیا وہ شہید، جو پیٹ کی بیماری میں مراوہ شہید، پانی میں ڈوب کر جو مرگیا وہ شہید۔ (مسلم)

ایک حدیث میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ذات الجنب یعنی نمونیہ کے مرض میں جو مرگیا وہ بھی شہید، آگ میں جل کر مرنے والا بھی شہید، جو عورت زچگی میں مرجائے وہ بھی شہید۔ (ابوداؤد)

حاجی سے ملاقات

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب کسی حاجی سے ملاقات ہو تو اس کو سلام کرو اس سے مصافحہ کرو اور اس سے پہلے کہ وہ اپنے گھر میں داخل ہو، اپنے لیے دعائے مغفرت کی اس سے درخواست کرو کہ وہ اپنے گناہوں سے پاک وصاف ہو کر آیا ہے۔ (احمد)

ایک حدیث میں آیا ہے کہ مجاہد اور حاجی اللہ کا وفد ہیں جو مانگتے ہیں وہ ان کو ملتا ہے جو دعا کرتے ہیں وہ قبول ہوتی ہے، ایک حدیث میں خود حضور اقدس ﷺ کی یہ دعا آئی ہے کہ یا اللہ! تو حاجی کی بھی مغفرت کر اور جس کی مغفرت کی حاجی دعا کرے اس کی بھی مغفرت فرما، ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضور ﷺ نے تین مرتبہ یہ دعا کی اس سے اور بھی زیادہ تاکید معلوم ہوتی ہے۔ حضرت عمرؓ سے نقل کیا گیا کہ حاجی کی بھی اللہ کے یہاں سے مغفرت ہے، اور حاجی ۲۰ ربیع الاول تک جس کے لئے دعائے مغفرت کرے اس کی بھی مغفرت ہے، سلف کا معمول تھا کہ وہ حجاج کی مشایعت بھی کرتے تھے اور ان کا استقبال بھی کرتے تھے اور ان سے دعا کی درخواست کرتے تھے۔ (از: فضائل اعمال)

کام کی باتیں

☆ غصہ منہ کھول دیتا ہے، اور آنکھیں بند کر دیتا ہے۔

☆ جو شخص ارادے کا پکا ہو، وہ دنیا کو اپنی مرضی کے مطابق ڈھال سکتا ہے۔

☆ تم مجھے اچھی مائیں دو میں تمہیں اچھا معاشرہ دوں گا۔

☆ ایسے زندہ رہو کہ لوگ تمہاری موت کی دعائیں نہ کریں۔

☆ انسان نماز روزے سے نہیں بلکہ معاملات سے پہچانا جاتا ہے۔ لہٰذا ہر کسی کے ساتھ بہترین سلوک کرو۔

☆ ایک افسانہ نویس نے مالک مکان کو مرعوب کرنے کے لئے کہا: ایک مدت کے بعد لوگ کہا کریں گے، اس مکان میں ملک کا عظیم ترین ادیب رہا کرتا تھا۔
مالک مکان نے سنجیدگی سے کہا: اگر آپ نے پچھلے تین مہینوں کا کرایہ آج شام تک نہیں ادا کیا تو لوگ یہ بات کل ہی سے کہنا شروع کر دیں گے۔

دل بدل دے

حضرت مولانا پیر ذوالفقار صاحب نقشبندی

ہوا و حرص والا دل بدل دے
میرا غفلت میں ڈوبا دل بدل دے

بدل دے دل کی دنیا دل بدل دے
خدایا فضل فرما دل بدل دے

گنہگاری میں کب تک عمر کاٹوں
بدل دے میرا رستہ دل بدل دے

سنوں میں نام تیرا دھڑکنوں میں
مزہ آجائے مولیٰ دل بدل دے

کروں قربان اپنی ساری خوشیاں
تو اپنا غم عطا کر دل بدل دے

ہٹالوں آنکھ اپنی ماسوا سے
جیوں میں تیری خاطر دل بدل دے

پڑا ہوں تیرے در پہ دل شکستہ
رہوں کیوں دل شکستہ دل بدل دے

میری فریاد سن لے میرے مولیٰ
بنالے اپنا بندہ دل بدل دے

تلخیاں — گر برانہ مانو......!

از: محمد عامر یاسین ملی

☆ والد صاحب کا آشیرواد میرے ساتھ ہے۔(اکھلیش یادو)
لیکن میں ان کے ساتھ نہیں ہوں۔

☆ مودی سرکار کی نظر میں روہنگیا مسلمان ''دہشت گرد'' اور روہنگیا ہندو ''پناہ گزین'' (ایک خبر)
دو رنگی چھوڑ دے یک رنگ ہوجا
سراسر موم ہو یا سنگ ہوجا

☆ امریکی دھمکی کے بعد ایران کا میزائیل تجربہ(ایک خبر)
دھمکی تھی یا حوصلہ افزائی۔

☆ ملک کے ہر غریب کو مودی گھر دلائیں گے۔(ایک خبر)
۲۰۱۹ء کے لوک سبھا الیکشن کا لالی پاپ۔

☆ خواتین کو آدھا دماغ کہنے والے سعودی عالم پر پابندی۔(ایک خبر)
بات چاہے بے سلیقہ ہو کلیم بات کہنے کا سلیقہ چاہئے

☆ میرے لیے ملک سب سے پہلے اور ووٹ بینک بعد میں۔
ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور۔

☆ مہنگائی کے خلاف سڑکوں پر چولہا جلا کر روٹیاں سینکی گئیں۔(ایک خبر)
سیاسی روٹیاں کہیں بھی سینکی جاسکتی ہیں۔

☆ جدید ذرائع ابلاغ (موبائیل، واٹس ایپ) کے نتیجے میں رشتے کمزور ہوتے جارہے ہیں۔(ایک حقیقت)
نئی روشنی نے اندھیرے میں ڈالا۔

☆ روہنگیا مسلمانوں کی حمایت میں سوامی اگنی ویش کا برت رکھنے کا فیصلہ(ایک خبر)
دنیا ابھی انصاف پسند اور دردمند افراد سے خالی نہیں ہوئی۔

☆ جائیداد کے لیے بھائی بہنوں میں عداوت بڑھ رہی ہے۔(ایک سروے کی رپورٹ)
اس لیے اب والدین کو زندگی ہی میں جائیداد تقسیم کردینی چاہئے۔

☆ امریکہ میں آئے طوفان کی وجہ سے ہندوستان میں پٹرول کی قیمت میں اضافہ ہوا۔(وزیر پٹرولیم)
تعجب ہے، اس طوفان کی وجہ سے خود امریکہ میں پٹرول کی قیمت میں اضافہ نہیں ہوا۔

☆ آر ایس ایس کارکنان کی رویش کمار کو جان سے مارنے کی دھمکی۔(ایک خبر)
سچائی کو دبانے کی کوشش۔

گوشۂ خواتین — عورت کی ذمہ داری

گذشتہ سے پیوستہ

عرشیہ کوثر بنت خواجہ فیروز

اپنے گھر والوں کو جہنم کی آگ سے بچاؤ

ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ قُوٓا۟ أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا ٱلنَّاسُ وَٱلْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلَـٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُونَ ٱللَّهَ مَآ أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ ۔

اے لوگو جو ایمان لائے ہو بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو آگ سے جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے جس پر تیز، تندخو اور سخت گیر فرشتے مقرر ہوں گے جو کبھی اللہ کے حکم کی نافرمانی نہیں کرتے اور جو حکم بھی انہیں دیا جاتا ہے اسے بجالاتے ہیں۔

ہر ایمان والے بندے کو چاہئے کہ وہ خدا سے ڈرنے والا بنے اس کے احکام کی اطاعت وفرمانبرداری بجالائے اور اپنے اہل وعیال کو بھی امر معروف کی تاکید کرے۔

بخاری شریف میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
''تم میں ہر ایک ذمہ دار ہے اور ہر ایک اپنی رعیت کے بارے میں جوابدہ ہے، مرد اپنے گھر والوں کا ذمہ دار ہے وہ ان کے بارے میں جوابدہ ہے اور عورت اپنے شوہر اس کے گھر اور بچوں کی ذمہ دار ہے اور وہ ان کے بارے میں جوابدہ ہے۔''

اسلام کوئی مجرد فلسفہ نہیں ہے، اسلام آداب زندگی کی تعلیم دیتا ہے۔ مسلمان خواتین کو یاد رکھنا اور ذہن نشین کرلینا چاہئے کہ ان کی زندگی قرآن وسنت کی تعلیمات کی عملی تفسیر ہو۔ اپنی زندگی، طرز معاشرت طرز معاملت اور رسم ورواج کا مخلصانہ بے لوث اور غیر جانبدارانہ محاسبہ کریں، ان تمام اعمال کو اپنی زندگی سے نکال پھینکیں جو اسلامی تعلیمات کے مغائر ہیں جو اللہ کی گرفت کا سبب بنتے ہوں، اپنی زندگی کو دین کے تابع کردیں اپنی مرضی کو اللہ کی رضا پر نثار کردیں۔

اپنے بچوں کی اسلامی خطوط پر پرورش کریں، ان میں عبادت کا ذوق شوق پیدا ہو ان کے دل میں ہمارے نبیؐ کی محبت پائی جائے۔ وہ ہر حال میں اللہ سے ڈرتے ہوں۔

آج کل شکایت عام ہے کہ بچے نافرمان ہیں، بچے نافرمان نہیں ہوتے ان کی تربیت میں کجی ہوتی ہے۔ ہر فرد میں کچھ خوبیاں اور کچھ خامیاں ہوتی ہیں، جب زیور تعلیم سے وہ آراستہ ہوتا ہے تو خوبیاں برائیوں پر غالب آجاتی ہیں، بھلے برے رویے کی پہچان ہوتی ہے تو خود بخود برائی چھوڑنے کا خیال و رجحان فروغ پاتا ہے۔ اگر آپ آج اپنے مقصد کی خاطر اپنے بچوں کو شوہر کے والدین، بھائی بہنوں سے متنفر کریں گی، شوہر ماں باپ سے صلہ رحمی کرتا ہو، بہن بھائیوں سے محبت کرتا ہو، اور آپ اس طرز عمل سے نفرت کا اظہار اپنے بچوں کے سامنے کرتی ہیں تو آپ نے اپنے بچے کو تباہ کردیا اس کے اعمال کو تباہ کردیا۔ آگے چل کر جب وہ خود مختار برسر روزگار ہوگا آپ سے متنفر ہوگا۔ آپ کی نافرمانی کرے گا۔ یہ بھی ماں کی تعلیم و تربیت کا اثر ہی تو ہے اب رونا رویا جاتا ہے، نافرمان اولادوں کا، کبھی آپ اپنا محاسبہ کرلیں گی تو جان لیں گی کہ حقیقت کیا ہے اور اس غلط تربیت سے آپ خود بھی گنہگار ہوئی اور اولاد کو بھی گنہگار کیا۔

اپنے شوہر، باپ بھائیوں کو بھی دین کی رغبت دلائیں، عورتیں مردوں پر بڑا گہرا اثر ڈالتی ہیں، مسلمان عورت اگر یہ کہے کہ اس کو صوم وصلوۃ کا پابند، پرہیز گار، خوش اخلاق، شوہر چاہئے تو مردوں کی زندگیاں بدلنے لگیں گی۔ شوہر اور بیٹوں سے کہہ دے کہ وہ کم پیسے میں گزر بسر کرلے گی اور رشوت خوری، سودخوری سے انہیں روک دے تو حرام کمائی کے اسباب ختم ہوجائیں گے۔

انسانی آبادی کا نصف حصہ عورتوں پر مشتمل ہے۔ یہ وہ حصہ ہے جو بقیہ نصف آبادی یعنی مردوں پر حاوی ہے۔ اگر مثبت انداز فکر کو اپناتے ہوئے سب اسلامی تمدن کے قیام کے لئے کمربستہ ہوجائیں تو یہ ناممکن نہیں۔

اللہ سے دعا ہے کہ وہ ہر مسلم عورت کو اس شعر کی عملی تفسیر بنادے۔

الٰہی سیم وزر کے زیوروں سے مجھ کو نفرت ہو
حیاداری میرا گہنا میرا ملبوس عظمت ہو

۞۞۞

کام کی باتیں

☆ اس دنیا میں نیک چلنی کا راستہ دوسری دنیا میں نجات کی سڑک ہے۔
☆ دیکھو! اچھے کام لوگوں کو دکھانے کے لئے نہ کرو، ورنہ خدا کے یہاں تمہارے لئے کوئی اجر نہ ہوگا۔
☆ جب تم خیرات کرو تو جو تمہارا دایاں ہاتھ کرتا ہے اس کی خبر بائیں ہاتھ کو نہ ہو۔
☆ گناہ کا احساس، غرورِ عبادت سے بدرجہا بہتر ہے۔
☆ مانگو گے تو تمہیں دیا جائے گا، ڈھونڈو گے تو پاؤ گے دروازہ کھٹکھٹاؤ گے تو تمہارے واسطے کھولا جائے گا۔
☆ اپنے واسطے مال زمین پر جمع نہ کرو جہاں کیڑا اور زنگ خراب کرتا ہے اور چور چرا لیتے ہیں۔ بلکہ اپنے لئے آسمان پر مال جمع کرو جہاں نہ کیڑے کا ڈر ہے نہ چور کا، کیوں کہ جہاں تیرا مال ہوگا وہیں تیرا دل لگا رہے گا۔

☆......☆......☆

چند اہم دینی مسائل

ادارہ

سوال: دعا میں ہاتھ اٹھانا کیسا ہے، اور کس طرح ہاتھ اٹھائے جائیں؟

جواب: درمختار میں ہے: دعا کے وقت ہاتھ اٹھانا مستحب ہے، اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھ سینہ کے مقابل پھیلائے اور آسمان کی طرف ہتھیلیاں کھولی جائیں اس لیے کہ آسمان اسی طرح قبلۂ دعا ہے جس طرح کعبہ قبلۂ نماز ہے۔

فقہاء نے دعا کی چار قسمیں کی ہیں۔(۱) دعاء رغبة جس میں جنت کی طلب کی جائے، اس میں دونوں ہاتھ سینہ کے مقابل پھیلائے اور ہتھیلیاں آسمان کی طرف کھولے (۲) دعا رھبۃ جس میں دوزخ سے پناہ مانگی جائے اس میں ہتھیلیوں کا رخ اپنے چہرے کی طرف کرنا چاہئے، (۳) دعا تضرع جس میں خدا کے سامنے اپنی عاجزی اور ذلت کو ظاہر کرے، اس میں چھوٹی انگلی (خنصر) اور اس کے بازو والی (بنصر) کو بند کرے اور بیچ والی انگلی (وسطی اور انگوٹھہ (ابہام) کا حلقہ بنائے اور سبابہ یعنی شہادت کی انگلی سے اشارہ کرے۔ (۴) دعا خفیہ جو دل میں کہی جائے اور اعلان واظہار دعا کا ظاہری اعضاء سے نہ کیا جائے۔ اس کے لیے ہاتھ اٹھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس لیے کہ ہاتھ اٹھانا دعا کے اعلان واظہار کے وقت ہوتا ہے اور دعا خفیہ میں اعلان و اظہار مقصود نہیں ہوتا۔

سوال: سجدہ سہو کب کب واجب ہوتا ہے اور سجدۂ سہو کیسے کرنا چاہئے؟

جواب: نماز کا کوئی رکن مقدم یا مؤخر ہوجائے یا ڈبل ہو جائے، یا کوئی واجب بدل جائے یا بھول سے چھوٹ جائے، مثلاً قرأت سے پہلے رکوع کرے، یا تیسری رکعت کے قیام میں تاخیر ہوجائے یا قاعدۂ اولیٰ بھول سے رہ جائے تو سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے، سجدۂ سہو کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اخیر رکعت میں فقط التحیات پڑھ کے ایک طرف سلام پھیر کر دو سجدے کرے پھر بیٹھ کر التحیات اور درود شریف اور دعا پڑھ کر دونوں طرف سلام پھیرے اور نماز ختم کرے۔

سوال: اگر نماز میں چند واجب چھوٹ جائیں یا ان میں تقدیم وتاخیر ہوجائے تو کیا کرنا چاہئے؟

جواب: ایک طرف سلام پھیرنے کے بعد صرف دو سجدے کرلینا کافی ہوں گے، اور اعادۂ نماز کی ضرورت نہیں یعنی ''جو کوئی دو یا دو سے زیادہ مرتبہ بھول جائے تو اس کے لیے دو سجدے کرلینا کافی ہیں، نبی کریم ﷺ کے اس قول کی بناء پر کہ سلام کے بعد دو سجدے کرلینا تمام کمی وزیادتی کے لیے کافی ہے۔

☆......☆......☆

حضرت عمر ابن خطابؓ

پیشکش: مفتی عبدالعظیم ملی

رنگ ایسا کہ سفید وسرخ گلاب، آنکھیں بڑی اُن میں ڈورِ عُناب۔ سر کے بال کم بہت کمیاب۔ ناک سیدھی، گال بھرے، قد لمبا، طوالت کے لیے عزت مآب۔ ہاتھ پاؤں بڑے بڑے مگر ناموزونیت سے اجتناب۔ ہردم سنجیدہ، لہجہ کھرا طبیعت میں غصہ، چال تیز بس آہوئے بے تاب۔ چہرے پر چاندنی مثال ماہتاب۔ دعائے نبی کا جواب، جواب لا جواب۔ آفتاب آمد دلیل آفتاب۔

اس کا قبول اسلام کفر پر بجلیوں کا عتاب۔ اس کو خدا کی لگن، اسی دھن میں وہ مگن اسی کی آرزو میں وہ ماہیِ بے آب۔ اسی کے سامنے کوئی رستم نہ کوئی سُہراب کرگستان باطل کے لیے وہ ایک عقاب۔ خطیب مایہ ناز حق میں اس کے الفاظ بار یاب۔ اس پر گواہ خدا کی آخری کتاب۔

صدیق کا جانشین، وہ امیر المؤمنین، بیت المال کا امین، اس کے پاس ہر وقت پائی پائی کا حساب۔ آپ اپنا محتسب۔ اس کی عمال پر نظر، اپنے اعمال پر نظر، ہر لحظہ زیرِ احتساب۔ اس کی سپاہ بے پناہ، چھا گئی مثال آب، اس کی سلطنت بے پایاں، بے حساب۔ اس نے ختم کردیا قیصر وکسریٰ کا رعب داب۔ اس کا عہد عہدِ اسلام کا شباب۔ اس کی حکومت استحکامِ انقلاب۔

پیوند لگے کپڑے عزیز، مُسترد اطلس وکمخواب۔ اس کی غذا سوکھی روٹی اور پیالہ آب، عُسرتوں میں وہ شاداب، اس کی نگاہ میں ہیچ عشرتوں کے سُراب۔ اس کی اک نگاہ سے دل کی کھیتیاں سیراب، اس کا ذکر کارِ ثواب، اس کی راہ راہ صواب، اس کی سیرت اہل حق کا نصاب۔

اُس کا شرف بس شرف انتخاب، اس کی عظمتیں کہاں ہر کسی کو دستیاب۔ اس کے نام سے پہلے نام صدیق ہی کا باب۔ اس کا مشیر شیرِ خدا بوُ تُراب۔ اس کی عزت عزتِ رسالت مآب ﷺ۔ وہ نبی کا رفیق، انہی کے پاس محوخواب۔ کافی ہے اس کے لیے یہ قولِ آنجناب ﷺ ''میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتے''۔

(الطاف حسن قریشی کے زیر ادارت چھپنے والا ''ماہنامہ اردو ڈائجسٹ'' میں معروف کالم نویس مجیب الرحمٰن شامی کے شائع شدہ مضمون سے اقتباس)

☆......☆......☆

اسلامی سال کا آغاز

پیشکش: رضوان حارث

اسلامی سال کا پہلا مہینہ محرم الحرام ہے، اس مہینے کی دس تاریخ کو یوم عاشورہ کہتے ہیں، یوم عاشورہ بڑا ہی بابرکت اور بڑی فضیلتوں والا دن ہے، اسی تاریخ کو حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی، حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نمرود کی دہکائی ہوئی آگ سے نجات ملی۔ فرعون دریائے نیل میں اپنی فوج کے ساتھ ڈوب گیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کو فرعون سے نجات ملی۔ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی جودی پہاڑ پر لگی اور اسی تاریخ کو دست کربلا کا وہ خونین واقعہ پیش آیا جسے تاریخ کبھی بھلا نہیں سکتی۔

کتب احادیث میں متعدد روایات اس مضمون کی موجود ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیشہ عاشورہ کے دن روزہ رکھ کر اس کی اہمیت ملحوظ رکھا کرتے تھے، جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ یہ یہود کے روزے کا دن ہے، حضور ﷺ نے یہ سن کر ارشاد فرمایا اگر زندگی رہی تو اگلے سال محرم کی نویں اور دسویں دونوں تاریخوں میں روزہ رکھوں گا تاکہ ہمارا طریقہ یہودیوں کے طریقے سے مختلف ہوجائے دس محرم الحرام کو رسول اللہ ﷺ کے نواسے نے اپنی جان ومال، آل واولاد خدا کی راہ میں روزہ رکھ کر قربان کی تو پھر کیوں نہ ہم سنت رسول ﷺ اور سنت حسینؓ کو نویں اور دسویں کو روزہ رکھ کر زندہ رکھیں اور اپنے نفس کی خواہشوں کو اللہ رب العزت کی راہ میں قربان کریں۔

عبرت اور صد عبرت کا مقام ہے کہ ہم حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دم بھرنے والے اس دن جو کہ عبادت اور روزے کے لیے مخصوص ہونا چاہئے تھا اس کو لہو ولعب کے لیے مخصوص کررکھا ہے، سوچیے امام عالی مقام نے شہادت کی رات اور وقت شہادت یاد الٰہی میں گذارا آپ اور آپ کے معصوم ساتھی بھوکے پیاسے اس دنیا سے رخصت ہوئے افسوس صد افسوس کہ ہم کتنے بدبخت ہیں کہ اس دن طرح طرح کے لذیذ کھانوں سے اپنے حلق و دہن کی ضیافت کرتے ہیں، کھیل تماشے کرتے ہیں، اور خوش ہوتے ہیں کہ ہم نے شہادت حسینؓ کا حق ادا کردیا سن لو اور یاد رکھو کہ یہ اعمال حسینی اعمال نہیں ہیں بلکہ مومنانہ عمل کے خلاف ظالمانہ اور شقی القلبی کا مظاہرہ کرنے والے عمل ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہدایت سے نوازے۔

☆......☆......☆

خطاب جمعہ

مورخہ ۲۹؍ستمبر بروز جمعہ نماز جمعہ سے پہلے شہر عزیز کے جید عالم دین شیخ طریقت حضرت مولانا محمد عمرین محفوظ رحمانی صاحب دامت برکاتہم مسجد خلیفۂ اول (آزادنگر) میں حالات حاضرہ پر اپنے مخصوص و دلنشین انداز میں عوام الناس سے خطاب فرمائیں گے۔ ان شاءاللہ! شرکت کی گذارش ہے۔

الداعیان: متوسلین خانقاہ رحمانیہ

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا کردار

از: قاری مختار احمد ملی ابن عبدالعزیز

حضرت حسنؓ حضرت علیؓ کی شہادت کے بعد خلیفہ بنائے گئے اس وقت صورت حال یہ تھی کہ حضرت امیر معاویہؓ شام اور دوسرے ملحق علاقوں کے حاکم تھے وہ حضرت حسنؓ کی بیعت پر راضی نہیں ہوئے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت حسنؓ اور حضرت امیر معاویہؓ میں سخت کشیدگی پیدا ہوگئی اور جنگ کے حالات پیدا ہو گئے اس وقت حضرت حسنؓ کے ساتھ چالیس ہزار کا لشکر تھا، دوسری طرف حضرت معاویہؓ کی طرف بھی ۴۰ ہزار یا اس سے کچھ زیادہ آدمیوں کا لشکر تھا حضرت حسنؓ چھ ماہ تک خلافت کے عہدہ پر رہے، پھر آپ نے محسوس کیا کہ اگر میں حضرت امیر معاویہؓ سے بیعت پر مزید اصرار کرتا ہوں تو اس کا لازمی نتیجہ جنگ ہو گا۔جس میں دونوں طرف کے ہزاروں مسلمان مارے جائیں گے۔اس لیے انہوں نے فیصلہ کیا کہ وہ یک طرفہ طور پر حضرت امیر معاویہؓ کے حق میں خلافت سے دست بردار ہو جائیں لیکن حضرت حسنؓ کے ساتھیوں نے سخت اختلاف کیا اور انہیں حضرت معاویہؓ کے خلاف لڑنے پر ابھارا، مگر وہ کسی قیمت پر لڑنے کے لیے تیار نہیں ہوئے اور ۴۱ھ میں خلافت کو حضرت امیر معاویہؓ کے حوالے کر کے خانہ نشین ہو گئے، خلافت سے دست برداری کے بعد حضرت حسنؓ نے مسلمانوں کے سامنے ایک تقریر کی جس میں انہوں نے کہا: اے مسلمانو! میں فتنہ کو برا سمجھتا ہوں میں نے مسلمانوں کی جان و مال کو بچانے کے لیے معاویہ بن ابی سفیانؓ سے صلح کر لی ہے اور ان کو امیر اور خلیفہ تسلیم کیا ہے، سنو! امارت اور خلافت اگر ان کا حق تھا تو وہ ان کو پہنچ گیا اور اگر وہ میرا حق تھا تو میں نے اس کو انہیں بخش دیا۔ یہ صلح حضرت علیؓ کی شہادت کے چھ ماہ بعد ۴۱ھ میں کوفہ میں ہوئی اسی لیے اسلامی تاریخ میں ۴۱ھ کو ''عام الجماعت'' کہا جاتا ہے، کیوں کہ اس صلح نے مسلمانوں کے باہمی اختلاف کو باہمی اتحاد میں تبدیل کر دیا اگر چہ کہ اس وقت کے پر جوش لوگوں نے حضرت حسنؓ کی سخت مخالفت کی حتی کہ ان پر قاتلانہ حملہ کرنے کی کوشش کی اور ان کو ''عار المسلمین'' کا خطاب دیا، اس پر حضرت امیر معاویہؓ نے بہترین تبصرہ کرتے ہوئے حضرت حسنؓ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ ''تم نے آج ایسی بہادری اور جواں مردی دکھائی ہے جیسی بہادری اور جواں مردی اب تک کوئی بھی نہ دکھا سکا۔

حضرت حسنؓ کے مناقب کے اعتبار سے بہت سی اہم باتیں ہمیں احادیث میں ملتی ہیں مثلاً حضرت انس بن مالکؓ بتاتے ہیں کہ حضرت حسن بن علیؓ سے زیادہ کوئی شخص رسول اللہ ﷺ سے زیادہ مشابہ نہ تھا۔ (بخاری) طبعی اور ظاہری مشابہت کے علاوہ یہ بھی ایک واقعہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی زندگی میں حضرت حسنؓ کے بارے میں ایک عظیم کردار ادا کرنے کی پیشین گوئی فرمائی تھی، حضرت ابو بکرؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر دیکھا ہے حضرت حسن رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پہلو میں تھے، آپ ﷺ ایک بار لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے دوسری بار حضرت حسنؓ کی طرف اور فرماتے تھے کہ یہ میرا لڑکا سردار ہے، ہوسکتا ہے کہ اللہ اس کے ذریعے مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح کرا دے (بخاری) رسول اللہ ﷺ کی یہ پیشین گوئی حضرت حسن کی زندگی میں حرف بہ حرف صحیح ثابت ہوئی گویا کہ حضرت حسنؓ کی صلح کو رسول اللہ ﷺ کی تائید بھی حاصل تھی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ خلافت میرے بعد تیس سال رہے گی اور آنحضرت ﷺ کی وفات سے حضرت حسنؓ کی دست برداری تک تیس سال پورے ہوتے ہیں۔

(البدایہ والنہایہ جلد ۸ بحوالہ المرتضیٰ)

حضرت حسنؓ نے پہلے سے جاری دس سال کی بھیانک جنگ کو ایک لمحہ میں ختم کر دیا حضرت عثمانؓ کے آخری دور اور ان کی شہادت ۳۵ھ سے لے کر حضرت حسنؓ اور حضرت معاویہؓ کے درمیان صلح (۴۱ھ) تک مسلم دنیا میں جو انتشار رہا اس نے اسلام دشمنوں کو ریشہ دوانی کا زبردست موقع دے دیا تھا۔ یہ تمام سازشیں صلح کے بعد اچانک درہم برہم ہوگئیں حضرت عثمانؓ کی خلافت کے نصف حصہ کے بعد اسلامی فتوحات کا سلسلہ رک گیا تھا، صلح کے بعد وہ دوبارہ جاری ہوگیا چنانچہ اس کے بعد مسلمانوں نے بحر روم پر قبضہ کیا، طرابلس الغرب، مراکش، اسپین، سندھ، افغانستان ترکستان وغیرہ فتح ہوئے، مسلمان پیش قدمی کر کے قسطنطنیہ کی دیواروں تک پہنچ گئے۔ بلاشبہ یہ حضرت حسنؓ کی عظیم قربانی تھی ان کی صلح سے یہ بے حد اہم فائدہ ہوا کہ مسلمانوں کی جو تلواریں آپس میں ایک دوسرے کا خون بہا رہی تھیں ان کا رخ باہر کی طرف ہوگیا پوری مسلم دنیا اچانک ایک ناقابل تسخیر متحدہ طاقت بن گئی اسلام کا سیلاب جس کو آپسی لڑائیوں نے روک دیا تھا وہ پوری طاقت کے ساتھ دوبارہ عالمی سطح پر رواں دواں ہوگیا، حضرت حسنؓ کی عظیم قربانی آج بھی مسلمانوں کو سبق اور پیغام دے رہی ہے۔

متحد ہو تو بدل ڈالو زمانے کا نظام
منتشر ہو تو مرو شور مچاتے کیوں ہو

☆......☆......☆

اصلاحی خط وکتابت

از: مولانا شاہ حکیم اختر صاحبؒ

حال: حضرت والا کی برکت سے اب پھر بدنگاہی سے بچنے لگا ہوں لیکن دل میں ایک طوفان مچا ہوا ہے کہ کسی طرح گناہ کرنے کا موقع مل جائے۔

جواب: طوفان مچنے سے کچھ نہیں ہوتا، تقاضائے گناہ گناہ نہیں ہے، اس پر عمل کرنا گناہ ہے، بس تقاضے پر عمل نہ کرو۔

حال: اور یہ بدنگاہی سے بچنا بھی گناہ کا موقع نہ ہونے کی وجہ سے ہے جہاں تک میں سمجھتا ہوں کہ اگر نفس کو گناہ کا موقع مل گیا تو یہ مجھ پر غالب آجائے گا۔

جواب: اللہ بچانے والا ہے، اس پر بھروسہ رکھو، گناہ کا موقع نہ ملنا بھی اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ دل میں پکا ارادہ رکھیں کہ لاکھ موقع ملے ہرگز گناہ نہیں کروں گا اور گڑگڑا کر دعا بھی کرتے رہیں۔

حال: حضرت چھٹیاں خانقاہ میں گذار رہا ہوں۔ الحمدللہ بہت مزہ آرہا ہے، جو سنتا ہوں اس پر عمل کرنے کی کوشش کرتا ہوں، حضرت عرصہ سے ایک پریشانی میں مبتلا ہوں، کئی بار خط کا مضمون ترتیب دیا مگر بات واضح نہ کر سکا تو چھوڑ دیا مگر شیطان وقتاً فوقتاً پریشان کرتا ہے تو آج لکھنے بیٹھ گیا، حضرت خوفِ مستقبل میں مبتلا ہوں۔

جواب: بس آپ تقویٰ سے رہیں، مستقبل کی فکر نہ کریں کیوں کہ اچھا مستقبل تو متقین کے لیے ہے۔

حال: مدرسہ سے فارغ ہونے میں تین سال رہ گئے ہیں، یہ خیال پریشان کرتا ہے کہ کیا کروں گا، حفظ و ناظرہ اور ابتدائی درجات کتب میں تو امارد ہی ہوتے ہیں ایک دو ہی داڑھی والے ہوتے ہیں۔

جواب: دیکھو اگر صرف میلان تک بات ہے تو نگاہ بچا کر پڑھا سکتے ہیں لیکن اگر زندگی میں ایک بار بھی گناہ میں ابتلاء ہوا ہے تو پھر امارد کو پڑھانا جائز نہیں ہے۔ کیوں کہ پھر مبتلا ہو جانا یقینی ہے، اسباب گناہ سے دور رہنا فرض ہے۔

سوشل میڈیا کی آواز

از مفتی ناظم ملی

ایک لقمہ منہ سے معدے میں اتارنے کا اتنا اہتمام قدرت نے کیا ہے کہ اگر گرم یا ٹھنڈا ہے تو ہاتھ بتا دیتے ہیں، تازہ یا باسی ہے تو ناک بتا دیتی ہے، کڑوا ترش بے انتہا مرچ مصالحہ ہے تو زبان بتا دیتی ہے، سخت ہے تو دانت بتا دیتے ہیں، الغرض ایک لقمہ معدے تک پہنچانے کے لیے اس قدر انتظام واہتمام اور حفاظت کی گئی اور اگر پھر بھی کوئی ایسی ثقیل چیز حلق سے اتر ہی جائے تو معدے میں ایسڈ اسے گلا دیتے ہیں۔

یہ سب اس انسان کی زندگی کو قائم رکھنے کے لیے کیا گیا ہے، اور اس پر اللہ رب العالمین نے صرف ایک چھوٹا سا کام انسان کو دیا ہے کہ دیکھنا میرے بندے...... ''حلال لقمہ ہی حلق سے اتارنا''

عصر حاضر کے خود ساختہ روشن خیال اور فکری آوارگی کے شکار مصلحین امت کے نام

ایک شخص ایک بزرگ عالم دین کے پاس پہنچا اور انہیں صحیح بخاری شریف پڑھاتے ہوئے دیکھا تو بولا: اہل مغرب چاند تک پہنچ گئے اور آپ ابھی بخاری کا درس ہی دے رہے ہیں؟ عالم دین نے جواب دیا: اس میں حیرت کی کیا بات ہے؟ وہ مخلوق تک پہنچے اور ہم خالق تک پہنچنا چاہتے ہیں، لیکن تم یہ نہیں جانتے کہ ''ہمارے اور اہل مغرب کے درمیان تم ہی اکیلے مفلس اور نکمے ہو نہ تو ان کے ساتھ چاند پر پہونچ سکے اور نہ ہی ہمارے ساتھ بخاری پڑھ سکے!!!

☆......☆......☆

ارشاد باری تعالی

خدا ہی روزی کو تنگ یا کشادہ کرتا ہے، کوئی ہے کہ خدا کو قرض حسنہ دے کہ وہ اس کے بدلے اس کو کئی حصے زیادہ دے گا اور خدا ہی روزی کو تنگ کرتا اور (وہی اسے) کشادہ کرتا ہے اور تم اس کی طرف لوٹ کر جاؤ گے۔

(سورۃ البقرہ۔آیت نمبر ۲۴۵)

مراسلہ نگار کی رائے سے ایڈیٹر کا اتفاق ضروری نہیں!

آئینۂ عمل

☆ اگر کسی ضرورت مند یا مجبور کی عملی مدد نہیں کر سکتے تو پیار اور ہمدردی کے چند بول اس کی تسکین کے لئے کافی ہیں۔

☆ اللہ تعالیٰ کی راہ میں کبھی خراب اور گھٹیا چیز نہ دیں۔

☆ اچھی بات پر عمل کریں خواہ وہ کسی نے ہی کی ہو۔

☆ فضول خرچی کو پسند نہ کریں اور نہ ہی کنجوسی اور لالچ کو اپنے قریب آنے دیں۔

☆......☆......☆

HAK KI ROSHNI WEEKLY,PRINTED PUBLISHED & OWNED BY ISRAR AHEMAD ABDUL JALIL,ADD: S.NO.86/1/10,H.NO.19,BEHIND PHARMACY COLLEGE ROAD,ZAM ZAM ROAD, MALEGAON,DIST.NASHIK,PRINTED AT NOORANI PRESS, 553,LINE NO.10,ISLAMPURA MALEGAON DIST.NASHIK & PUBLISHED AT S.NO.86/1/10,H.NO.19, BEHIND PHARMACY COLLEGE ROAD,ZAM ZAM ROAD,MALEGAON,DIST.NASHIK,composing:mufti md Ishaq milli,Email: haqkiraoshni@gmail.com